امینہ بی بی☆

اردو لغت (تاریخی اصول پر) کے اندراجات کی معنوی وضاحت کا تجزیہ

Analysis of explanations of meanings in *Urdu Lughat: Tareekhi Usool Par*

By *Ameena Bibi, Assistant Prof, Department of Urdu, International Islamic University, Islamabad*

Urdu Dictionary Board (UDB) has compiled and published Urdu's most comprehensive dictionary, titled *Urdu Lughat: Tareekhi Usool Par* (Urdu Dictionary: on historical principles). While appreciating the monumental work, the author of this paper has pointed out certain lacuna in the way many of the entries in Urdu Lughat published by UDB are explained. The author has also compared the explanatory wordings in UDB's dictionary with some other dictionaries of Urdu and has explained what and which is correct and what errors have been committed by UDB editors. Although she is all-praise for the work, she has objectively evaluated some portions of UDB's dictionary in the light of lexicographic rules.

اردو زبان و ادب کے لیے ایک جامع اردو لغت کی ضرورت شروع ہی سے محسوس کی جاتی رہی ہے، جس کے پیشِ نظر کئی انفرادی کاوشوں کے ساتھ ساتھ بعض علمی اور سرکاری اداروں کی طرف سے اجتماعی کوششیں بھی منظرِ عام پر آئیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ اسی سلسلے کی ایک انتہائی اہم کڑی اردو لغت بورڈ، کراچی کی کلاں لغت بہ عنوان اردو لغت (تاریخی اصول پر) بھی ہے، جو بائیس (۲۲) جلدوں پر مشتمل اپنی نوعیت کی ایک ایسی منفرد لغت ہے جس کی بنیاد تاریخی اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ یہ ضخیم لغت اردو لغت بورڈ کے مرتبین و معاونین کی ۵۲ سالہ جہدِ مسلسل کا

☆استاد، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

نتیجہ ہے، جس کا منصوبہ ۱۹۵۸ء میں تیار کیا گیا، تاہم اس کی عملی اور تکمیلی شکل ۲۰۱۰ء میں اس کی بائیسویں اور آخری جلد کی اشاعت کے موقع پر عمل میں آئی۔

اس لغت کی اہمیت اس بنا پر بھی ہے کہ اسے فنِ لغت نویسی کے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ تصور کیا جاتا ہے، کیوں کہ اپنی نوعیت یعنی تاریخی لغت ہونے کی مناسبت سے اسے انگریزی زبان کی معروف ترین لغت اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری (Oxford English Dictionary) کی طرز پر مرتّب و مدوّن کیا گیا ہے اور اس میں علمِ لغت اور لغت نویسی سے متعلق املا، تلفظ، قواعدی حیثیت، معنوی توضیح، اسناد اور ماخذ و اشتقاق سمیت تمام ضروری معلومات مہیا کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ تاہم زیرِ نظر مقالے میں دیگر معلومات سے قطع نظر لغت میں دی گئی لفظ کی معنوی توضیحات سے بحث کی جائے گی۔

اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں معنی کی وضاحت کے لیے طوالت سے گریز کرتے ہوئے جامعیت اور اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس میں کسی لغویے (lexeme) کی وضاحت کے لیے دو طریقے اختیار کیے گئے ہیں: اولاً اس کی تعریف متعین کی گئی ہے یعنی وضاحتی طریقۂ کار اپنایا گیا ہے اور پھر لفظ کے مترادفات اور مرادف بیان کیے گئے ہیں۔

اس لغت میں کسی بھی لفظ کی تعریف کے بیان میں مرتبین کی کاوش نمایاں نظر آتی ہے تاہم کئی الفاظ ایسے ہیں جن کی تعریف کے تعین میں کسی نہ کسی متعلقہ کتاب یا دیگر لغات سے مدد لی گئی ہے۔ ایسی صورت حال میں اس کتاب یا ماخذ کا نام بھی تعریف کے ساتھ ہی درج کر دیا گیا ہے تاکہ ابہام یا اعتراض کی گنجائش نہ نکل سکے۔

قواعدی نوعیت کے اختلاف کی طرح مختلف المعنی اندراجات کے لیے بھی الگ الگ شقیں قائم کی گئی ہیں۔ چوں کہ دیگر علوم وفنون یا پیشہ ورانہ اصطلاحات بھی شامل کی گئی ہیں اس لیے ایسے اندراجات کی تشریح و توضیح کے لیے اس متعلقہ یا مخصوص علم یا فن کا نام بھی قوسین میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔ اس عمل سے معنی کی ترسیل میں مزید بہتری آئی ہے۔

اگرچہ عام طور پر تقریباً ہر اندراج کے معنی کی فراہمی کے بعد اس کی سند یا مثال بھی مہیا کر دی گئی ہے، لیکن ایسے مقامات پر جہاں سند دستیاب نہیں ہو سکی، وہاں مرتبین نے اپنی طرف سے مثال دے کر معنی یا اس کے محلِ استعمال کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ مزید برآں نہ صرف اندراجات کے لغوی، مجازی اور اصطلاحی معنوں پر خصوصی توجہ دی گئی ہے بلکہ معنی میں ہونے والی تدریجی تبدیلیوں یا اضافوں کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور ان تمام تبدیلیوں کو اسناد کی مدد سے ظاہر کیا گیا ہے۔

اگرچہ اصولِ لغت نویسی کے بین الاقوامی معیارات اور بورڈ کے اپنے اصولوں کے مطابق پہلے کسی لفظ کی تعریف و توضیح اور پھر مترادفات دیے گئے ہیں، لیکن لغت میں صرف یہی طریقۂ کار نہیں ملتا بلکہ متنوع قسم کے تجربات دکھائی

دیتے ہیں۔مثال کے طور پر کہیں مترادفات پہلے اور وضاحت یا تعریف بعد میں بھی کی گئی ہے۔اس کے ثبوت کے لیے 'ب' کے اندراجات میں سے 'بِساہا' کی مثال دی جا سکتی ہے جس کے معنی 'زہریلا، زہر سے بھرا ہوا' درج کیے گئے ہیں۔(۱) 'سرچکرانا' کے لیے 'سر گھومنا' اور 'چکر آنا' کے بعد 'نیم غشی اور ڈگمگاہٹ کی کیفیت جب کہ آس پاس کی چیزیں گھومتی ہوئی محسوس ہوں۔'(۲) تحریر کیا گیا ہے۔جب کہ ان کے علاوہ بھی کئی ایسے اندراجات بآسانی نظر آجاتے ہیں جن میں بورڈ کے توضیح کے اصولوں سے انحراف پایا جاتا ہے، مثلاً:

نیربان: بے ہیئت، کسی بناوٹ یا ڈھنگ سے مبرا(۳)

عرضی: تحریری درخواست، عرض داشت، التماس یا گزارش جو تحریری طور پر کی جائے(۴)

چیپل: گرجا، عیسائیوں کی عبادت گاہ(۵)

پُور: شہر، گانو، قصبہ، بالعموم چھوٹی آبادی جو کسی بڑے شہر کے قریب ہو(۶)

کہیں ایسے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں جن کی تشریح کے لیے صرف تعریف کا اہتمام کیا گیا ہے اور مترادفات نظر انداز کر دیے گئے ہیں، مثال کے طور پر:

بھکسانا: کسی چیز کا دیر تک پڑے رہنے یا کسی اور سبب سے بدبودار ہو جانا(۷)

دستْرو: مقابلہ کرنے والا، سامنا کرنے والا(۸)

کُمری: جس کی کمر جھکی ہوئی ہو۔کمر جھکا کر چلنے والا(۹)

مغبوط: جس کی مانند ہونے کی کوشش کی جائے، جس کا اتباع کیا جائے(۱۰)

درج بالا تمام الفاظ ایسے ہیں جن کے مترادفات نہایت آسانی سے تلاش کیے جا سکتے تھے، لیکن اس سلسلے میں کوئی خاطر خواہ کوشش دکھائی نہیں دیتی۔تاہم کئی مقامات پر صورت حال اس کے برعکس بھی ہے یعنی ایسے اندراجات بھی ہیں جن کے صرف مترادفات دیے گئے ہیں، مثالیں ملاحظہ کیجیے:

ابر: بادل، گھٹا، بدلی(۱۱)

ادات: آلات، اوزار، اسباب(۱۲)

ماما اصیل: لونڈی، باندی، کنیز، خدمت گار(۱۳)

ملزج: لجلجا، چپ چپا، لیس دار(۱۴)

نیکار: حقارت، نفرت، بے عزتی، ذلت، خفت(۱۵)

نیہا: محبت، عشق، پیار، موہ، پریت(۱۶)

یُکتی: دلیل، چال، طریقہ، ڈھنگ، ترکیب[۱۷]

اگرچہ یہاں اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ہر لفظ اور بالخصوص مجرد الفاظ کی توضیح نہیں ہوسکتی، ان کے معنی کے تعین کے لیے مترادفات ہی سے مدد لینی پڑتی ہے لیکن درجِ بالا امثال میں مجرد الفاظ کے علاوہ 'ابر'، 'ادات' اور 'ماما اصیل' جیسے الفاظ بھی ہیں جن کی ایک مکمل تجزیاتی جملے میں تعریف متعین کی جاسکتی تھی اور کی جانی چاہیے تھی لیکن نہیں کی گئی۔

مترادفات کے بیان میں اردو کی اکثر لغات میں اور بھی کئی مسائل پائے جاتے ہیں، جن میں سے ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ ان میں اکثر وبیش تر ایسے مترادفات لائے جاتے ہیں جو معنی کو کھول کر بیان کرنے کے بجائے ان میں ابہام پیدا کردیتے ہیں اور معانی کی ترسیل میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ جب کہ اصولاً مترادفات ایسے ہونے چاہییں جو معنی کے لحاظ سے دیے گئے لفظ سے قریب ترین ہوں اور انھیں الجھانے والے نہ ہوں بلکہ معنی کی مزید وضاحت میں اہم کردار ادا کرنے والے ہوں، لیکن اردو لغت میں اوّل الذکر قسم کے مترادفات دکھائی دیتے ہیں، مثلاً ایک ہی شق کے تحت 'بھرنگ' کے درج ذیل معنی دیے گئے ہیں:

> بڑی شہد کی مکھی؛ ایک پرندہ؛ بھجنگی؛ بھنگراج؛ سونے کا پھول دان؛ عیاش، شہوت پرست، رنڈی باز؛ ایک پودا[۱۸]

'بھگا (۲)' کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

> رک: بھگ (۱)، خوب صورتی، جمال، روپ؛ قوت، طاقت، قدرت، شکتی؛ جاے مخصوص[۱۹]

'پگنا' کے معنی ہیں:

> گھی وغیرہ میں تلے جانے کے بعد کھانڈ کے شیرے میں (بغرض غلاف) ڈالا جانا، غلافا جانا، قوام کیا جانا، قوام میں لپیٹنا، شکر چڑھانا، شکر میں لت پت کرنا، غلافنا، (مجازاً) عاشق ہونا، شیدا ہونا، مفتون ہونا[۲۰]

'خم' کے مطالب ہیں:

> زخم، پیپ؛ خاصیت، طبیعت، ناک کا چوہا[۲۱]

'ریولیوشن' کے ذیل میں درج ہے:

> گردش، دوری گردش، انقلاب[۲۲]

'متثاقل' کے معنی ہیں:

> بھاری، وزنی، سست؛ زمین کی طرف آنے والا؛ لڑنے سے انکار کرنے والا، بزدل[۲۳]

'ماٹھو' کے مترادفات ہیں:

بندر، بوزنہ؛ مسخرہ آدمی، ظریف، بھانڈ، کم عقل، بیوقوف آدمی، بھولا آدمی(۲۴)

'نیہار' کی تشریح یوں کی گئی ہے:

کہر، دھند؛ پالا، برف؛ بے حد شبنم(۲۵)

'ہیوہ' کی وضاحت میں لکھا ہے:

شوق، محبت؛ طمع، انتظار(۲۶)

جب کہ 'یکت' کے معنی ہیں:

۱۔ ملا ہوا، جڑا ہوا، لگا ہوا، مملو، سٹا ہوا، ملحق، ملصق، چسپاں

۲۔ جوگ، یوگ، اچت، لائق، ٹھیک، درست؛ مناسب، موزوں(۲۷)

ان تمام الفاظ کے معانی کو بہ غور دیکھا جائے تو احساس ہوتا ہے کہ ان تمام اندراجات اور اسی قسم کے دیگر اندراجات کے معنوں کو مختلف شقوں میں تقسیم کرنا چاہیے تھا کیوں کہ تمام معنی ایک دوسرے کے مترادفات نہیں ہیں۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ کوئی بھی لفظ کسی دوسرے لفظ کا کلیتاً مترادف نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ہوتا ہے، لیکن ان میں سے بیش تر مترادفات میں اس قدر بھی باریک فرق نہیں کہ انھیں ایک ہی شق میں جڑ دیا جائے۔ مزید یہ کہ ان تمام معنوں میں سے ہر ایک کی اسناد بھی الگ الگ درج ہونی چاہیے تھیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ کیا کوئی بھی اندراج دیے گئے تمام معنوں میں استعمال ہوا ہے؟ اگر ہاں تو ان معنوں میں کس عہد سے کس عہد تک اور کہاں کہاں مستعمل رہا ہے؟ کیا اب بھی یہ تمام معنوں میں استعمال ہو رہا ہے؟ اگر نہیں تو اس کے کون سے معنی مروجہ اور معروف ہیں؟ وغیرہ وغیرہ، لیکن مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ لغت میں اس کا اہتمام موجود نہیں ہے۔

اردو لغت میں الفاظ کی تشریح و توضیح کے ضمن میں انگریزی مترادفات کا استعمال بھی جا بجا دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ ان مترادفات میں سے حیوانات اور نباتات کے سلسلے میں ایک جگہ یہ وضاحت ملتی ہے کہ نباتات اور حیوانات کے جدید سائنسی اور اصطلاحی نام بھی دیے گئے ہیں کیوں کہ صرف خصوصیات کے بیان سے کسی ایک پودے یا جانور کو اس کے خاندان کے دوسرے پودوں یا جانوروں سے ممیز نہیں کیا جا سکتا،(۲۸) لیکن اس کے علاوہ بھی انگریزی مترادفات (قوسین میں یا بنا قوسین کے) صرف پودوں اور جانوروں کے نام کے ساتھ ہی نہیں بلکہ کئی عام استعمال کے الفاظ یا مختلف علوم کی اصطلاحات کے ساتھ بھی نظر آتے ہیں، جس کو بنیاد بناتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ لغت میں اردو الفاظ کے انگریزی مترادفات کے استعمال کا کوئی مستقل کلیہ نہیں، مثلاً:

کاذب صفر: صفر غیر حقیقی (کہربا)(انگ:False Zero)(۲۹)

زیریں تراب: زمین کی سطح کی نیچے کی پرت، دوسری پرت، (انگ:Subsoil)(۳۰)

تمانچہ دَوّار: پستول، گھومنے والا طمنچہ، a pistol،revolver(۳۱)

جَرَٹ: رتھ، جنگی رتھ، چوپہیا گاڑی، انگ: Chariot(۳۲)

ہاتھ چٹھی: دستاویز جس میں لین دین کا حساب لکھا رہتا ہے(انگ:pass book)(۳۳)

ہوا خلیہ: ہوا والا خلیہ(انگ:Air Cell)(۳۴)

ہندسی: علم الاعداد کا جاننے والا، مہندس (انگ:Engineer)(۳۵)

ہلاک گاہ: مارنے کی جگہ، قتل کرنے کی جگہ، مقتل(Killing Ground)(۳۶)

لغات میں معانی کے تعین کے لیے اس امر کو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ ہر معنی اپنی جگہ مکمل ہو اور ایک مکمل تجزیاتی جملے پر مبنی ہو، جو قارئینِ لغت کو اس کے تمام پہلوؤں سے آشنا کر سکے، لیکن اردو لغت میں ایسے معنی بھی دیے گئے ہیں جو ناکافی ہیں یا لفظ کے معانی کو پوری طرح منتقل نہیں کر پاتے:

روسی: ایک پھلدار درخت اور اس کا پھل(۳۷)

گھڑسیم: ایک قسم کی بڑی سیم(۳۸)

ماشی: مچھلی(۳۹)

ماشی لتا: ایک بیل(۴۰)

مقلوبہ: فلسطینی کھانوں میں سے ایک کھانا(۴۱)

ناگاستر: سانپوں کا ہتھیار(۴۲)

نیہارکر: شبنم بنانے والا نیز چاند(۴۳)

ہتّا: مارا ہوا(۴۴)

ہرشیک: محسوس کرنے کا عضو، اندری(۴۵)

ہچکہ: لڑکیوں کا ایک قدیم کھیل(۴۶)

یُونی: رشتے دار عورت(۴۷)

علاوہ ازیں کہیں کہیں سرسری معنی بھی ہیں، جن کے بیان میں لفظ کی جنس، برادری یا خاندان کا ذکر کر کے نہایت بنیادی قسم کی اور ادھوری معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ لہٰذا ایسے الفاظ کی مکمل تفصیل کی ضرورت باقی ہے:

بھارتی تیرتھ: ایک تیرتھ یا مقدس مقام کا نام[۴۸]

پوتکی: چڑیا کی ایک قسم[۴۹]

تافتہ: (۱) ایک قسم کا ریشمی کپڑا

(۲) گھوڑوں اور کبوتروں میں ایک خاص قسم کا رنگ[۵۰]

تاقی: ٹوپی کی ایک قسم[۵۱]

ڈھر: ایک قسم کی عوامی راگنی[۵۲]

ماشی مکھی: ایک قسم کا کبوتر[۵۳]

مالیر: راگ کی ایک قسم[۵۴]

مرند: ایک قسم کا لشکر[۵۵]

منڈوی: ایک غلہ[۵۶]

نیونجی: ایک قسم کا پھول[۵۷]

کسی بھی لفظ کے معنی کے بیان میں موزوں الفاظ کا انتخاب کلیدی کردار ادا کرتا ہے، لیکن لغت نویسی کے ضمن میں یہ وصف جس قدر ناگزیر خیال کیا جاتا ہے اس کو برتنے میں اتنی ہی لاپروائی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اندراجات کی تعریف کے تعین میں یہی سہل پسندی بورڈ کے مرتبین کے یہاں ان مقامات پر دکھائی دیتی ہے جہاں معنی کے بیان میں اضافی یا غیر ضروری الفاظ در آئے ہیں، مثلاً 'ابا' کے معنی نمبر ۲ میں وضاحت کی گئی ہے:

> چچا، ماموں وغیرہ الفاظ کے بعد تعظیم کے طور پر، گویا باپ کے مرتبے میں جیسے نانا ابا، دادا ابا۔[۵۸]

اول تو اس کی کوئی مثال ادب سے درج نہیں کی گئی مزید یہ کہ 'چچا ابا' یا 'ماموں ابا' کی تراکیب زیادہ معروف نہیں۔ اس لفظ کی وضاحت کے لیے اسی قدر ہی لکھ دینا کافی تھا کہ 'تعظیم کے طور پر گویا باپ کے مرتبے میں استعمال ہوتا ہے، جیسے نانا ابا، دادا ابا۔' 'ز' کی تقطیع میں 'زرینہ کام' کے معنی درج کیے گئے ہیں:

> جس پر سونے کے تاروں کا سنہرا کام یا زری کا کام کیا ہوا ہو۔[۵۹]

سونے کے تاروں کا کام سنہرا ہی ہوگا اس لیے یہاں محض اتنا لکھنا چاہیے تھا، 'جس پر سونے کے تاروں یا زری کا کام کیا ہوا ہو۔' کیوں کہ 'زری' کے معنی بھی 'سنہری' یا 'زریں' ہی کے ہیں۔ اسی طرح بعض مقامات پر الفاظ کی تکرار بھی نظر آتی ہے حالاں کہ ایسے اندراج کے مناسب مترادفات بہ آسانی تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر 'منھ سے

فرمانا‘ کی وضاحت میں لکھا ہے:

کہنا، زبان سے کہنا(۶۰)

یہاں ’کہنا‘ کی تکرار اضافی ہے۔اس کے مترادفات کے طور پر ’بولنا‘ یا ’بیان کرنا‘ بھی تحریر کیے جا سکتے تھے۔

موزوں و مناسب الفاظ کے تعین کے لیے ایک اصول آسان ترین اور معروف الفاظ کا چناو بھی ہے۔اس کے لیے لغت نویس کو نامانوس، غریب، متروک اور مشکل الفاظ کے علاوہ بے جا لفاظی سے بھی گریز کرنا چاہیے تاکہ لغت عام خواندہ طبقات کے قاری کے لیے بھی قابلِ قبول بن سکے۔لغت میں اس کا ہر ممکن اہتمام ملتا ہے۔تاہم ایسے معانی بھی مل جاتے ہیں جو لفظ کو مزید الجھا دیتے ہیں، مثلاً:

جزی فساد: مسخ کا فساد یا جزی فساد زاویئی ہٹاؤ ہے جو جزی زور سے پیدا ہوتا ہے۔(۶۱)

جعلِ بسیط: جعل بسیط جو عبارت ہے نفس تقرر اعیان ثابتہ سے علم الٰہی میں ایجاب کے ساتھ کہ جن پر آثار و احکام مرتب نہ ہوں۔(۶۲)

گِب: پچر، اڑانی، فانہ(۶۳)

لزومیہ: وہ قضیۂ شرطیہ جس میں مقدم وتالی (موضوع ومحمول) کے باہم علاقے کی بنا پر کوئی حکم لگایا جائے۔(۶۴)

محرُوت: ایک خاص قسم کے انجدان کی جڑ، اشترغاز(۶۵)

محرّضات: ہیجانات، تہیجات، ترنگیں(۶۶)

مشیمہ: ایک اسپنج کا متخلخل جسم، جو رحم کی دیوار سے لگا ہوا ہوتا ہے اور نال کی ڈوری اس میں لگی ہوتی ہے۔یہ فی الواقع جنین کا آلۂ تنفس وتغذیہ ہوتا ہے، بعد پیدائش جنین کے مشیمہ بھی باہر نکل آتا ہے۔(۶۷)

ہردیو: نکشترہ شرونا(۶۸)

ہوا باش تحول: تحلیل کا عمل جو سالماتی آکسیجن کی موجودگی میں ہوتا ہے، لیمونی ترشے کا دور(۶۹)

اسی طرح لغت کا ایک منصب لفظ کے تمام اور ممکنہ معانی کو کھول کر بیان کرنا بھی ہے، لیکن اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں اکثر اوقات لغات کے محدود یا نامکمل معانی درج کیے گئے ہیں، حالاں کہ درج شدہ معانی سے ان کا مفہوم کئی زیادہ وسیع ہے۔مثال کے طور پر ’بساند/ بساندھ‘ کی وضاحت ’مچھلی یا کچے گوشت کی بُو‘ یا ’بدبُو‘(۷۰) جیسے الفاظ سے کی گئی ہے۔یہاں ’بدبُو‘ کے معنی درست ہیں جو ہر قسم کی ناخوش گوار بُو کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، لیکن جہاں تک ’مچھلی یا کچے گوشت کی بُو‘ کا تعلق ہے، یہ لفظ محض مچھلی یا کسی بھی قسم کے کچے گوشت کی بُو کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ کئی قسم کی ناخوش گوار بُو کے لیے بھی مستعمل ہے جیسا کہ دودھ کی بساند، پسینے کی بساند وغیرہ۔

'بیج'(Badge) کے معنی دیے گئے ہیں:

وہ چھوٹا سا کاغذ یا کپڑا جس پر کسی جماعت وغیرہ کا امتیازی نشان بنا ہو۔(۷۱)

لیکن 'بیج' کاغذ یا کپڑے کے علاوہ لوہے یا کسی اور دھات کا اور جماعت کے علاوہ کسی ادارے یا محکمے کا بھی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح 'لین بدلنا' کی وضاحت اور اس کی مثال دیکھیے:

ریل گاڑی کا ایک لائن سے دوسری لائن پر منتقل ہونا۔

لین بدلی اتنے میں اور کچھ ہٹی ٹرین
دور ہی سے رہ گیا اب دلوں کا لین دین(۷۲)

یہ لین ریل گاڑی کے علاوہ کسی دوسری گاڑی کے لیے بھی ہوسکتی ہے۔ چوں کہ لغات اور ان کے معانی میں وقت کے ساتھ ساتھ ہونے والی تبدیلیوں کو بھی مدنظر رکھنا پڑتا ہے اس لیے اب لین کو محض مثال کی وجہ سے صرف ریل گاڑی کے لیے مخصوص نہیں کیا جا سکتا۔ محدود یا نامکمل معنی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک لفظ جتنے بھی معنوں میں مستعمل ہے، لغت میں ان تمام معنوں کے حصول و اندراج کے لیے کوشش نہیں کی گئی، مثلاً 'ماتھا پیٹنا' کے معنی یوں دیے گئے ہیں:

رک: ماتھا پٹن کرنا [سر مغزی کرنا، دیر تک سمجھانا، (طنزاً سلام کرنا)]، سر پیٹنا(۷۳)

لیکن ان کے علاوہ یہ بہ طور محاورہ 'بہت کوشش کرنا، ماتم کرنا، افسوس کرنا' کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔(۷۴) 'برباد کرنا، منتشر کرنا، غائب کرنا، اڑنچھو کرنا'(۷۵) کے علاوہ 'تین تیرہ کرنا' کے ایک معنی 'پریشان کرنا' کے بھی ہیں۔(۷۶) ایسے ہی 'ہلکے بھاری ہونا' بھی 'ناگوار سمجھنا اور خفیف ہونا'(۷۷) کے علاوہ 'بگڑنا اور ناراضی ظاہر کرنا'(۷۸) کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مرتبین کی سہل پسندی کے ساتھ ساتھ اس نوعیت کی نامکمل وضاحتوں کے اندراج یا لفظ کے معنی کے محدود ہونے کی ایک وجہ ایک ہی ماخذ سے اخذ کردہ اندراجات بھی ہیں۔

کسی بھی لغت میں کہاوتوں اور ضرب الامثال کی موجودگی کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے ان کے اندر کسی بھی علاقے کی ثقافت مضمر ہوتی ہے اور اسی ثقافتی پس منظر میں اس کا محل استعمال واضح ہوتا ہے۔ لیکن اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں کئی ایسی کہاوتیں مل جاتی ہیں جنھیں سلیس اردو میں لکھ کر یا قدرے آسان زبان میں ترجمہ کر کے چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر کی کوئی مثال بھی موجود نہیں جس سے ان کے مطالب اور محل استعمال واضح نہیں ہو پاتے، مثلاً:

پہاڑ کے ٹھگن سلوٹ (کہاوت): پہاڑ کے ستون پتھر ہوتے ہیں۔(۷۹)

اردو لغت کے مطابق یہ کہاوت جامع اللغات سے لی گئی ہے، لیکن اس کا محض ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ جب کہ اس

کے اصل معنی ہیں 'بادشاہوں کی طاقت رعایا کی مدد سے ہوتی ہے۔'(۸۰) مکمل معنی جامع اللغات میں موجود تھے اور اس کا اندراج بھی کہاوت کی مکمل تفہیم کے لیے ضروری تھا لیکن مرتبین کی طرف سے اسے نظر انداز کیا گیا ہے۔ اسی قبیل کی اور مثالیں ملاحظہ کیجیے، جن کی وضاحت یا تو دیگر کہاوتوں کی مدد سے کی گئی ہے یا پھر انھیں ترجمہ کر کے یا کیے بغیر نامکمل تحریر کیا گیا ہے:

بخت اُڑ گئے بلندی (باقی) رہ گئی/ ہے: اقبال جاتا رہا یاد رہ گئی، بھاگ بھاگ گیا اس کا راگ رہ گیا، رسی جل گئی بل نہیں گئے۔(۸۱)

تو چاہ میری جائی کو میں چاہوں (تیری چارپائی) تیرے کھاٹ کے پائے کو: ساس اپنے داماد سے کہتی ہے۔(۸۲)

لیمو کے چور کا ہاتھ کٹا ہے: اندھیر نگری چوپٹ راجہ(۸۳)

مایا گنٹھ اور بدیا کنٹھ: روپیہ اپنے قبضے میں ہونا چاہیے اور علم دماغ میں۔

مایا مری نہ من مرے، مر مر گئے سریر، آسا، ترشنا مرے کہہ گئے داس کبیر: نہ تو قدرت مرتی ہے، نہ دل نہ خواہش نہ امید، بدن مر جاتا ہے امیدوار پیاسا رہ جاتا ہے۔(۸۴)

اگرچہ کہاوتوں اور ضرب الامثال کے ضمن میں محمد ہادی حسین نے یہ بھی کہا تھا:

> کہاوتوں کے پس منظر بیان کرنے سے عمداً احتراز کیا گیا ہے، کیوں کہ اس سے قیاس آرائی اور پھر اختلافات کا دروازہ کھل جاتا، جس سے کوئی مفید نتیجہ برآمد ہونے کی توقع نہیں تھی۔(۸۵)

لیکن عملاً اس اصول سے انحراف کیا گیا ہے اور اکثر محل استعمال بھی نہیں دیا گیا، مثلاً: 'لال بجھکڑ' کے یہ ذیلی اندراجات دیکھیے:

> **لال بجھکڑ بوجھیاں اور نہ بوجھا کوئے، پیر میں چکی باندھ کے کوئی ہرنا کودا ہوئے (کہاوت):** رات کو گانو کے پاس سے ہاتھی گزرا۔ اس کے پانو کا نشان دیکھ کر لوگ بہت پریشان ہوئے۔ لال بجھکڑ نے یہ فیصلہ دیا کہ کوئی ہرن پانو میں چکی باندھ کے کودا ہے۔
>
> **لال بجھکڑ بوجھیاں اور نہ بوجھا کوئے، کڑی بڑنگا توڑ کے اوپر ہی کو لوئے (کہاوت):** ایک لڑکا ایک ستون کو دونوں بازوؤں سے پکڑے ہوئے تھا۔ باپ نے چنے دیے تو اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر لیے، پھر ہاتھ نہ نکل سکے، لال بجھکڑ کو بلایا گیا اس نے کہا چھت اُتار کر لڑکے کو اوپر کھینچ لو۔(۸۶)

یا پھر یہ ملاحظہ کیجیے:

سمدھن کا تکلا/تکوا چبھ چبھ جا، ہاتھ/چوری کا لپکا کبھی نہ جا (کہاوت): انسان کو جب کوئی بری عادت پڑ جاتی ہے تو چاہے اس کی وجہ سے کیسی ہی ذلت یا تکلیف ہو وہ عادت کبھی نہیں جاتی۔ چوری کی عادی ایک عورت نے اپنی سمدھن کے گھر سے چرخے کا تکلا چرا کر اپنے نیفے میں رکھ لیا۔ وہ تکلا چبھ چبھ جاتا تھا، جس سے وہ بیکل تھی اور بار بار کہتی سمدھن کا تکلا چبھ چبھ جا، میرے ہاتھ کا لپکا کبھی نہ جا۔(۸۷)

اردو لغت میں کئی ایسے اندراجات بھی ملتے ہیں، جن کے معنی خود سے گھڑ لیے گئے ہیں، حالاں کہ ان کے ذیل میں درج شدہ مثالوں سے ان کے دیگر معنوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ مثلاً 'تلائی' کے معنی نور اللغات اور جامع اللغات سے اخذ کرتے ہوئے لکھا ہے:

تلائی: ۲۔ تلنے کی اُجرت (نور اللغات، جامع اللغات)

۳۔ تلنے کا چھوٹا سا برتن (نور اللغات)(۸۸)

جب کہ نور اللغات میں درج ہے:

تُلائی: تولنے کا کام، تولنے کی اجرت

تلائی: تلنے کا چھوٹا سا برتن(۸۹)

نور اللغات میں 'تلائی' کا اندراج ہی نہیں ہے پھر یہاں 'تلائی' اور 'تُلائی' میں بھی فرق واضح ہے۔ 'تلنا' اور 'تولنا' دو مختلف الفاظ ہیں جن سے یہ مشتق ہیں لیکن لغت میں ان کا امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔

ایک اور جگہ 'ہول' کے معنی نمبر ۲ کی وضاحت اور اس کے استعمال کی اسناد میں سے ایک مثال یوں دی گئی ہے:

ہول: ۲۔ اضطراب، گھبراہٹ، بے چینی

بچے بھی مارے ہول کے تر ہیں پسینے میں
میرا تو دل ابھی سے اچھلتا ہے سینے میں(۹۰)

لیکن محولہ بالا مثال میں معنی نمبر ۲ کے بجائے اسی اندراج کے معنی نمبر ۱ یعنی 'ڈر، خوف، ہیبت، دہشت'(۹۱) وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح لغت میں 'مشکل سے نکالنا' کو 'مصیبت سے بچانا، تکلیف سے رہائی دینا' لکھنے کے بعد قصہ کہانیاں کا یہ اقتباس بہ طور سند نقل کیا گیا ہے:

ماسٹر کی بیوی خود تو نکل آئی بچے کو اندر چھوڑ آئی۔ بڑی مشکل سے نکالا ہے۔(۹۲)

لیکن اس سند سے مذکورہ معانی کے بجائے 'بڑے جتن سے نکالنا' یا 'بڑی دشواری سے نکالنا' جیسے معنی ہی اخذ کیے

جا سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ اندراج میں 'مشکل سے نکالنا' بہ طور محاورہ درج ہے جب کہ مثال میں 'نکالنا' مجازی معنوں میں نہیں بل کہ اپنے اصل معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اسی قسم کی ایک اور غلطی 'جلوہ' کے معنی نمبر ۲ 'آرسی مصحف کی رسم' اور 'دولھا کا دلھن کی نقاب اٹھانا' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے جہاں سودؔا کا یہ شعر دیا گیا ہے:

ڈومنی جلوہ لگی دینے جُونہیں[کذا]

اور وہاں ماتھا مرا ٹھنکا وہیں[۹۳]

لیکن اس مثال سے 'جلوہ' کے مذکورہ معنی واضح نہیں ہوتے۔ مزید برآں درج بالا شعر میں محض 'جلوہ' نہیں بلکہ ایک محاورہ 'جلوہ دینا' استعمال ہوا ہے۔ اس لحاظ سے یہ شعر بھی 'جلوہ دینا' ہی کے ذیل میں درج ہونا چاہیے۔

لغت میں کچھ الفاظ کی وضاحت اور تشریح کے لیے دیگر ماخذات سے بھی مدد لی گئی ہے۔ ایسی صورت میں اقتباسات یا ان کی تلخیص کے اندراج کے بعد قوسین میں اصل ماخذ کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے، جو درست بھی ہے۔ تاہم مسئلہ وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں دیگر ماخذات سے نقل کردہ معانی میں بھی مختلف نوعیت کے تسامحات در آتے ہیں، جنھیں ذیل کے جدول کی مدد سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:[۹۴]

شمار	اندراجات	اردو لغت (تاریخی اصول پر)	دیگر لغات
۱۔	اوڑھ لی لوئی تو کیا کرے گا کوئی	جب بے حیائی اختیار کر لی تو پھر کس کا ڈر[۹۵]	بے حیا بے شرم کی نسبت بولتے ہیں۔ پیش تر اس جگہ ''منھ کی گئی لوئی تو کیا کرے گا کوئی'' بولتے تھے۔(نوراللغات:ا۔۲،ص۴۱۰)
۲۔	آبرو ساری دولت کی یا روپیہ کی ہے	روپے پیسے سے سب کی عزت ہوتی ہے۔[۹۶]	دولت مندی سے عزت ہوتی ہے۔(نوراللغات:ا۔۲،ص۳۴)
۳۔	بے درد قصائی کیا جانے پیر پرائی	سخت دل آدمی دوسرے کی تکلیف محسوس نہیں کر سکتا[۹۷]	سخت دل کو دوسرے کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی (نور اللغات: ا۔۲،ص۷۳۱)
۴۔	بھلا جی (بھلا)	دوسرے کی بات ٹھیک ہو تو کھسیانا ہو کر (جواباً) یہ فقرہ کہتے ہیں۔[۹۸]	دوسرے کی بات ٹھیک ہو تو کھسیانا ہو کر کہتے ہیں۔(جامع اللغات:ا، ص۴۲۹)

۵۔	پرواہ	تیز یا خوب صورت گھوڑا۔ مویشیوں کا ریوڑ[۹۹]	تیز یا خوب صورت گھوڑا۔ مویشی کا ریوڑ (جامع اللغات:۱،ص ۵۳۰)
۶۔	پروبیشن	ملازمت سے پہلے متعلقہ کام سیکھنے کا زمانہ، کارآموزی کی مدت، مدت آزمائش[۱۰۰]	کام سیکھنے کا زمانہ یا وقت (جامع اللغات:۱،ص ۵۳۰)
۷۔	پسائی والی	پیسنے والی، پسنہاری[۱۰۱]	پیسنے والی (جامع اللغات:۱،ص ۵۳۸)
۸۔	پیر کو نہ فقیر (شہید) کو پہلے کانے چور کو	جب کوئی کم حیثیت شخص اپنے آپ کو اوروں پر مقدم سمجھے تو اس وقت کہتے ہیں۔[۱۰۲]	جب کوئی کم حیثیت شخص اپنے آپ کو مقدم سمجھے تو کہتے ہیں۔ (جامع اللغات:۱،ص ۵۹۴)
۹۔	تیلی کا تیل جلے مشعلچی مفت کڑھے	خرچ کسی کا ہو غم کوئی کرے۔[۱۰۳]	نقصان کسی کا ہو، غم کوئی کرے۔ (نوراللغات:۱۔۲،ص ۱۰۲۶)
۱۰۔	جاٹ کہے سن جاٹنی یا ہی گاؤں میں رہنا۔ اونٹ بلیّا لے گئی تو ہاں جی ہاں جی کہنا	اگر رہنا ہی ہے تو وہاں کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔[۱۰۴]	اگر رہنا ہی ہے تو وہاں کی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ (جامع اللغات:۱،ص ۷۴۰)
۱۱۔	جادو کی نظر/ نگاہ	منتر پڑھ کر کسی کی طرف دیکھنے کا عمل کہ اس پر جادو کا اثر ہو جائے۔[۱۰۵]	منتر پڑھ کر کسی کی طرف دیکھنا۔ (جامع اللغات:۱،ص ۷۴۱)
۱۲۔	جوان جائے پتال بڑھیا مانگے بھٹار (بھرتار)	الٹا زمانہ ہے جوان مرتے ہیں بڑھیاں خاوند مانگتی ہیں۔[۱۰۶]	الٹا زمانہ۔ جوان مرتی ہیں بڑھیاں خاوند مانگتی ہیں۔ (جامع اللغات:۱، ص ۷۸۹)
۱۳۔	چلتے بیل کے آر لگانا	کام کرتے کراتے آدمی کو تنگ کرنا، ناحق کسی کو تنگ کرنا[۱۰۷]	کام کرنے والے کو روکنا۔ ناحق کسی کو تنگ کرنا (نوراللغات:۱۔۲، ص ۱۱۶۶۔۱۱۶۷)

۱۴۔	چون کا حاکم بھی برا ہوتا ہے	ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم سے بھی ڈرنا چاہیے[۱۰۸]	ادنیٰ قسم کے حاکم سے بھی ڈرنا چاہیے۔ (نور اللغات:۲۔۱، ص۱۱۸۴)
۱۵۔	داغا جانا	آتش بازی چھوڑی جانا؛توپ بندوق کا چلایا جانا[۱۰۹]	آتش بازی چھوڑی جانا۔توپ بندوق کا چھوڑا جانا (نوراللغات:۳۔۴،ص۸)
۱۶۔	دخلی	اجازتِ داخلہ[۱۱۰]	اجازت۔داخلہ(جامع اللغات:۱، ص۹۹۰)
۱۷۔	دمڑے کرنا	بیچنا،ستا بیچنا،بیچ کر نقد روپے کر لینا[۱۱۱]	بیچنا،بیچ کرنقد روپے کر لینا (جامع اللغات:۱،ص۱۰۲۳)
۱۸۔	ڈھیروں مال اڑانا	بے حساب دولت لٹانا،بے شمار مال کا غبن کرنا[۱۱۲]	بے شمار دولت لٹانا،بے شمار مال کا غبن کرنا(نور اللغات:۳۔۴، ص۱۵۷)
۱۹۔	سانپ کا پاؤں دیکھنا	جب کوئی شخص ناممکن بات کرتا ہے تو اس سے کہتے ہیں کیاتم نے سانپ کا پاؤں دیکھا ہے[۱۱۳]	جب کوئی شخص ناممکن باتیں کرتا ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ تم نے سانپ کا پاؤں دیکھا ہے (نوراللغات:۳۔۴،ص۲۷۹)
۲۰۔	سکھانا	کسی کو انتظار میں دیر تک بٹھائے رکھنا[۱۱۴]	کسی کو دیر تک بٹھائے رکھنا (نوراللغات:۳۔۴،ص۳۴۹)
۲۱۔	سکھائے میں آنا	کسی کے کہنے یا اکسانے کو مان کر اس پر عمل کرنا،بہکائے میں آنا[۱۱۵]	کسی کے کہنے میں آنا (نوراللغات:۳۔۴،ص۳۵۰)
۲۲۔	شمارکنندہ	گننے والا،گنتی کرنے والا[۱۱۶]	شمار کرنے والا(جامع اللغات:۲، ص۱۳۳۶)

۲۳۔	صد کلاغ را یک کلوخ بس است	سو کوّوں کے لیے ایک ڈھیلا کافی ہے، بزدلوں کو دھمکی ہی کافی ہوتی ہے۔(۱۱۷)	بہت سے بزدلوں کو دھمکی ہی کافی ہوتی ہے۔(جامع اللغات:۲، ص۱۳۵۷)
۲۴۔	صاحبِ فیل	ابرہہ کا لقب جس نے کعبہ شریف پر ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کیا تھا(۱۱۸)	ابرہا کا لقب، جو یمن کا چھیالیسواں بادشاہ تھا اور جس نے کعبہ شریف پر حملہ کیا تھا (جامع اللغات:۲،ص۱۳۵۲)
۲۵۔	طائرِ نیم بسمل کی طرح پھڑکنا	عاشق کا بے قرار ہو کر تڑپنا، بہت تڑپنا، دید کا طالب ہونا، مضطرب ہونا(۱۱۹)	عاشق کا بے قرار ہو کر تڑپنا (جامع اللغات:۲،ص۱۳۷۴)
۲۶۔	کان کا پتلا	رک: کان کا کچا، ہر طرح کی بات مان لینے والا(۱۲۰)	دیکھو کان کا کچا (جامع اللغات:۲، ص۱۴۸۸)
۲۷۔	کڑا مول	مہنگی قیمت، کڑا بھاؤ(۱۲۱)	مہنگی قیمت(جامع اللغات:۲، ص۱۵۱۹)
۲۸۔	کاٹھ کا گھوڑا لوہے کی زین، جس پر بیٹھے لنگڑ دین	لنگڑوں کی طرف اشارہ ہے،لنگڑے پر پھبتی(۱۲۲)	لنگڑوں کی طرف اشارہ ہے (جامع اللغات:۲،ص۱۴۷۶)
۲۹۔	کلیجا نکال کر/ کے لے جانا	کسی کی دولت لے جانا، مال مار کر لے جانا، چن کر سب سے اچھی چیز لے جانا(۱۲۳)	کسی کی دولت چرا کر لے جانا، مال مار کر چلا جانا (فرہنگِ آصفیہ:۳۔۴،ص۵۵۲)
۳۰۔	کیلی والا لال	کنواں چلانے والے کی آواز جو راگ کے ساتھ نکالی جاتی ہے، پانی کھینچتے وقت باغبانوں کی آواز، لاؤ کھینچنے والوں کا ایک بول(۱۲۴)	بارا لینے والے یعنی کنواں چلانے والے کی آواز جو راگ کے ساتھ نکالی جاتی ہے(فرہنگ آصفیہ: ۳۔۴،ص۶۶۱)

۳۱۔	گِل شاہ	شاہ زمین؛ مراد: آدم علیہ السلام، کیومرث کا لقب[۱۲۵]	۱۔ شاہ زمین ۲۔ کیومرث کا لقب ۳۔ آدم (جامع اللغات:۲،ص۱۶۴۱)
۳۲۔	لکھیرا	وہ شخص جو لاکھ کا یا لاکھ چڑھانے کا کام کرتا ہے، لکھریا[۱۲۶]	وہ شخص جو لاکھ کا یا لاکھ چڑھانے کا کام کرتا ہے یا لاکھ کی چیزیں بناتا یا بیچتا ہے (لاکھ سے) (جامع اللغات:۲،ص ۱۷۲۳)
۳۳۔	مردہ جلانا	(ہندو) مردے کو لکڑیوں پر رکھ کر آگ لگا کر راکھ کرنا (یورپ میں برقی مشینوں کے ذریعے یہ کام انجام دیا جاتا ہے)[۱۲۷]	مردے کو لکڑیوں پر رکھ کر آگ لگا کر راکھ کرنا۔ یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ یورپ میں بجلی کے ذریعے دو منٹ میں راکھ ہو جاتا ہے۔ (جامع اللغات:۲،ص۱۸۰۹)
۳۴۔	متھرا کی بیٹی گوکل کی گائے، کرم پھوٹے تو باہر جائے	متھرا والے بیٹی کو اور گوکل والے گائے کو باہر نہیں دیتے[۱۲۸]	متھرا والے بیٹی کو اور گوکل کے باشندے گائے کو باہر نہیں دیتے (جامع اللغات:۲،ص۱۷۷۶)
۳۵۔	من کی مُرّی کس سے کہوں، پیٹ مسوسا دے دے رہوں	اپنی تکلیف یا بھوک کس سے کہوں پیٹ دبا کر خاموش ہو رہتی ہوں۔[۱۲۹]	اپنی تکلیف یا بھوک کا ذکر نہیں کر سکتی۔ پیٹ کو دبا کر خاموش ہو رہتی ہوں۔ (جامع اللغات:۲، ص ۱۸۷۳)
۳۶۔	نستک	مویشی کی ناک کا سوراخ جس میں رسّی ڈالتے ہیں[۱۳۰]	مویشی کی ناک جس میں رسی ڈالتے ہیں (جامع اللغات:۲،ص۱۶۲۵)
۳۷۔	ناک کے رینٹھ سے بدتر کر ڈالنا	نہایت ذلیل کرنا، حقیر بنا دینا، بات نہ پوچھنا، نظروں سے گرا دینا[۱۳۱]	نہایت حقیر اور ذلیل کر دینا، گُوہ سے گھناؤنا کر ڈالنا، گُوہ سے بدتر کر دینا، نظروں سے گرا دینا، بات نہ پوچھنا (فرہنگ آصفیہ:۳۔۴، ص۵۳۱)

۳۸۔	نہار ہونا	صبح سے بن کھائے ہونا، صبح سے بالکل نہ کھانا، بالکل بھوکا یا گرسنہ ہونا(۱۳۲)	صبح سے بن کھائے ہونا، صبح سے نہ کھانا، بالکل نہ کھانا، بالکل بھوکا یا گرسنہ ہونا (فرہنگ آصفیہ: ۳۔۴، ص۶۱۹)
۳۹۔	نیام سے تلوار کھینچنا	تلوار ہاتھ سے پکڑ کر میان سے باہر نکالنا(۱۳۳)	تلوار ہاتھ سے پکڑ کر غلاف سے باہر کھینچنا (جامع اللغات: ۲، ص۱۹۹۸)
۴۰۔	ہاتھا پائی کر لینا	مارکٹائی اختیار کرنا، لپا ڈگی پر اتر پڑنا، کشتم کشتا پر آمادہ ہونا، دھینگا مشتی پر آجانا(۱۳۴)	مارکٹائی اختیار کرنا، لپا ڈگی پر اتر پڑنا، کشتم کشتا پر موجود ہو جانا، دھینگا مشتی پر آجانا (فرہنگ آصفیہ: ۳۔۴، ص۶۸۵)
۴۱۔	ہر چہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابیِ بسیار/ ہزار رسوائی	دانا جو شروع میں کرتا ہے نادان بھی آخر میں وہی کرتا ہے لیکن سخت ذلت اٹھانے کے بعد(۱۳۵)	نادان بھی آخر وہی کرتا ہے جو دانا شروع میں کرتا ہے لیکن سخت ذلت اٹھانے کے بعد (جامع اللغات: ۲، ص۲۰۵۸)
۴۲۔	یوم حصاد	فصل کاٹنے کا موسم، فصل کاٹنے کا وقت(۱۳۶)	فصل کاٹنے کا موسم (جامع اللغات: ۲، ص۲۰۹۷)
۴۳۔	یہ میری سکشا مان پیارا، سودا کدھے نہ بیچ ادھارا	میری یہ نصیحت یاد رکھو پیارے ادھار کبھی نہیں بیچنا چاہئے [کذا](۱۳۷)	ادھار کبھی نہیں بیچنا چاہیے۔ (جامع اللغات: ۲، ص۲۰۹۹)

درج بالا جدول میں فراہم کردہ معلومات کے مطالعے کے بعد اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ان میں سے بہت سے الفاظ اور تراکیب ایسی ہیں، جن کی وضاحت اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں دیگر لغات کے مقابلے میں بہتر انداز میں کی گئی ہے۔ بالفاظ دیگر، دیگر لغات میں درج کردہ معانی میں جو خلا رہ گیا ہے، اردو لغت میں ان کو پُر کرنے کی حتی الامکان سعی کی گئی ہے، لیکن پھر بھی اگر معانی براہِ راست دیگر ماخذات سے لیے گئے تھے اور ان میں جان بوجھ کر تصرف یا رد و بدل بھی کیا گیا تو ایسی صورت میں لغت میں اس کی وضاحت بھی، 'کذا' کی علامت کے ذریعے، ضرور دینی چاہیے تھی جیسا کہ بعض مقامات پر اقتباسات کی تصحیح میں بھی نظر آتا ہے۔

ایسے الفاظ، جو کسی قدر ہم معنی یا مترادف سمجھے جاتے ہیں، تقریباً ہر لغت میں ان کے لیے ایک دوسرے سے رجوع کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اردو لغت میں بھی یہ خاصیت موجود ہے اور اس کے لیے نہ صرف معانی بلکہ اشتقاق میں بھی 'رک' (رجوع کیجیے) کا اختصار مستعمل ہے۔ تاہم لغت نویسی کے بین الاقوامی اصولوں کے مطابق اسے ذولسانی لغات کے لیے عموماً اور دیگر لغات کے لیے بالخصوص بہتر نہیں سمجھا جاتا کیوں کہ ماہرین کے نزدیک لغت کا ہر اندراج اپنی جگہ مکمل ہونا چاہیے۔ بہ صورت دیگر اس سے کئی مسائل جنم لیتے ہیں جنھیں اردو لغت میں بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر لغت مذکور میں 'اُپلے تھوپنا' کے معنی دیکھنے ہیں تو اس کے لیے 'اُپلے تھاپنا' کے اندراج کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور 'اُپلے تھاپنا' کے لیے 'اُپلے پاتھنا' کے معنی دیکھنا ہوں گے۔[۱۳۸] 'بسائند/ بسایندھ' کے معنی کے لیے 'بساہنڈ' کی طرف اور 'بساہنڈ' کے لیے 'بساند/ بساندھ' سے رجوع کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔[۱۳۹] اسی طرح 'تائیر' کے لیے 'تایسرا' کے معنی کی طرف اور 'تایسرا' کے لیے 'تائیسرا' کے اندراج کی طرف راہ نمائی کی گئی ہے۔[۱۴۰] جیسا کہ ظاہر ہے کہ اگر یہ تمام اندراجات ایک دوسرے کے مترادفات ہیں اور ان کے معنی بھی ایک ہی ہیں تو ایسی صورت میں لغت کے مروجہ طریقۂ کار کے مطابق بھی انھیں متبادل اندراجات کی صورت میں درج کر کے ایک ہی بار معنی کی وضاحت کر کے ان کے استعمال کی مختلف اسناد درج کی جانی چاہیے تھیں، جو نسبتاً ایک سہل طریقۂ کار بھی تھا، تاہم نظرِ ثانی شدہ اشاعت میں اس مسئلے پر بھی کسی حد تک قابو پانا چاہیے، تاکہ لغت کے معیار و مرتبے کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے اعتبار میں اضافہ کیا جا سکے۔

حواشی

۱۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد دوم (کراچی: ترقیِ اردو بورڈ، ۱۹۷۹ء)، ص ۱۱۲۰۔
۲۔ ایضاً، جلد یازدہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۰ء)، ص ۶۶۱۔
۳۔ ایضاً، جلد بیستم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۵ء)، ص ۲۲۷۔
۴۔ ایضاً، جلد سیزدہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۷۳۔
۵۔ ایضاً، جلد ہفتم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۶ء)، ص ۵۷۷۔
۶۔ ایضاً، جلد چہارم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۲ء)، ص ۲۹۷۔
۷۔ ایضاً، جلد سوم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۱ء)، ص ۱۵۸۔
۸۔ ایضاً، جلد نہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۸ء)، ص ۲۲۴۔
۹۔ ایضاً، جلد پانزدہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۳ء)، ص ۱۸۲۔
۱۰۔ ایضاً، جلد ہژدہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۲ء)، ص ۱۷۳۔

۱۱۔ ایضاً، جلد اوّل (کراچی: ترقیٔ اردو بورڈ، ۱۹۷۷ء)، ص ۲۳۔
۱۲۔ ایضاً، ص ۲۹۳۔
۱۳۔ ایضاً، جلد ہفت دہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۰ء)، ص ۲۰۷۔
۱۴۔ ایضاً، جلد ہژدہم، ص ۶۳۳۔
۱۵۔ ایضاً، جلد بیستم، ص ۷۵۳۔
۱۶۔ ایضاً، ص ۸۲۶۔
۱۷۔ ایضاً، جلد بیست و دوم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۱۰ء)، ص ۶۴۹۔
۱۸۔ ایضاً، جلد سوم، ص ۱۲۴۔
۱۹۔ ایضاً، ص ۱۶۲۔
۲۰۔ ایضاً، جلد چہارم، ص ۱۱۶۔
۲۱۔ ایضاً، جلد ہشتم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۷ء)، ص ۶۹۰۔
۲۲۔ ایضاً، جلد دہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۰۰۴۔
۲۳۔ ایضاً، جلد ہفت دہم، ص ۳۱۳۔
۲۴۔ ایضاً، ص ۱۳۵۔
۲۵۔ ایضاً، جلد بیستم، ص ۸۲۶۔
۲۶۔ ایضاً، جلد بیست و دوم، ص ۵۰۱۔
۲۷۔ ایضاً، ص ۶۴۷۔
۲۸۔ محمد ہادی حسین، تعارف مشمولہ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اول، صفحہ ج۔
۲۹۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد چہار دہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۲ء)، ص ۴۵۰۔
۳۰۔ ایضاً، جلد یاز دہم، ص ۲۵۵۔
۳۱۔ ایضاً، جلد پنجم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۳ء)، ص ۵۳۷۔
۳۲۔ ایضاً، جلد ششم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۴ء)، ص ۵۶۸۔
۳۳۔ ایضاً، جلد بیست و یکم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۷ء)، ص ۵۰۰۔
۳۴۔ ایضاً، جلد بیست و دوم، ص ۲۹۶۔
۳۵۔ ایضاً، ص ۱۹۷۔
۳۶۔ ایضاً، ص ۶۱۔
۳۷۔ ایضاً، جلد دہم، ص ۸۷۴۔
۳۸۔ ایضاً، جلد شانز دہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۴ء)، ص ۴۷۴۔
۳۹۔ ایضاً، جلد ہفت دہم، ص ۱۸۱۔
۴۰۔ ایضاً، ص ۱۹۸۔
۴۱۔ ایضاً، جلد ہژدہم، ص ۵۰۰۔

۴۲۔ ایضاً،جلد نوز دہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۳ء)،ص ۶۲۹۔
۴۳۔ ایضاً،جلد بیستم،ص ۸۲۶۔
۴۴۔ ایضاً،جلد بیست و یکم،ص ۶۴۳۔
۴۵۔ ایضاً،ص ۷۷۷۔
۴۶۔ ایضاً،ص ۷۰۱۔
۴۷۔ ایضاً،جلد بیست و دوم،ص ۷۰۷۔
۴۸۔ ایضاً،جلد سوم،ص ۱۵۔
۴۹۔ ایضاً،جلد چہارم،ص ۲۷۳۔
۵۰۔ ایضاً،ص ۸۶۵۔
۵۱۔ ایضاً۔
۵۲۔ ایضاً،جلد دہم،ص ۲۲۷۔
۵۳۔ ایضاً،جلد ہفت دہم،ص ۱۸۱۔
۵۴۔ ایضاً،ص ۲۰۶۔
۵۵۔ ایضاً،ص ۸۷۸۔
۵۶۔ ایضاً،جلد ہژدہم،ص ۸۸۷۔
۵۷۔ ایضاً،جلد بیستم،ص ۸۲۵۔
۵۸۔ ایضاً،جلد اول،ص ۸۔
۵۹۔ ایضاً،جلد یاز دہم،ص ۱۰۲۔
۶۰۔ ایضاً،جلد ہژدہم،ص ۹۴۲۔
۶۱۔ ایضاً،جلد ششم،ص ۶۰۵۔
۶۲۔ ایضاً،ص ۶۳۳۔
۶۳۔ ایضاً،جلد پانز دہم،ص ۸۵۶۔
۶۴۔ ایضاً،جلد شانز دہم،ص ۸۴۷۔
۶۵۔ ایضاً،جلد ہفت دہم،ص ۵۵۱۔
۶۶۔ ایضاً،ص ۵۴۵۔
۶۷۔ ایضاً،جلد ہژدہم،ص ۱۵۱۔
۶۸۔ ایضاً،جلد بیست و یکم،ص ۹۴۷۔
۶۹۔ ایضاً،جلد بیست و دوم،ص ۲۸۴۔
۷۰۔ ایضاً،جلد دوم،ص ۱۱۲۰۔
۷۱۔ ایضاً،ص ۱۵۱۸۔
۷۲۔ ایضاً،جلد ہفت دہم،ص ۹۵۔

۷۳۔ ایضاً،ص ۱۳۱۔
۷۴۔ محمد حسن، ہندوستانی محاورے (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۷ء)،ص۱۶۱۔
اضافی معنوں کے لیے پروفیسر محمد حسن کی مرتبہ ہندوستانی محاورے کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کیوں کہ 'پیش لفظ' کے مطابق یہ کتاب ایک منصوبے کے نتیجے میں منظرِ عام پر آئی ہے، جس کی تیاری میں مرتب نے ہندی اور اردو دونوں میں محاورات کی جتنی فرہنگیں دستیاب ہوسکیں ان سب سے مدد لی ہے اور اس کاوش کے نتیجے میں لگ بھگ سات ہزار محاورات پر مشتمل یہ کتاب تیار کی ہے۔اس لحاظ سے یہ تقریباً تمام اہم فرہنگوں کے محاورات اور ان کے ممکنہ معانی پر مشتمل ایک اہم کتاب کہی جاسکتی ہے۔
۷۵۔اردو لغت (تاریخی اصول پر)،جلد پنجم،ص ۸۴۷۔
۷۶۔ محمد حسن، ہندوستانی محاورے،محولۂ بالا،ص ۴۸۔
۷۷۔اردو لغت (تاریخی اصول پر)،جلد بیست و دوم،ص ۹۲۔
۷۸۔ محمد حسن، ہندوستانی محاورے،محولۂ بالا،ص ۱۷۸۔
۷۹۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)،جلد چہارم،ص ۳۶۱۔
۸۰۔ خواجہ عبدالمجید، جامع اللغات،جلد اول،ص ۵۶۷۔
۸۱۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)،جلد دوم،ص ۸۶۳۔
۸۲۔ ایضاً،جلد پنجم،ص ۶۴۵۔
۸۳۔ ایضاً،جلد ہفت دہم،ص ۹۴۔
۸۴۔ ایضاً،ص ۲۶۸۔
۸۵۔ محمد ہادی حسین، ''تعارف''مشمولہ اردو لغت (تاریخی اصول پر)،جلد اول،صفحہ ج۔
۸۶۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)،جلد شانز دہم،ص ۶۴۳۔
۸۷۔ ایضاً،جلد یاز دہم،ص۹۶۹۔
۸۸۔ ایضاً،جلد پنجم،ص ۴۶۷۔
۸۹۔ نور الحسن نیرّ،نور اللغات،جلد اول و دوم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)،ص ۹۸۱۔
۹۰۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)،جلد بیست و دوم،ص ۳۸۸۔۳۸۹۔
۹۱۔ ایضاً۔
۹۲۔ ایضاً،جلد ہژدہم،ص ۱۳۵۔
۹۳۔ ایضاً،جلد ششم،ص ۱۷۳۔
۹۴۔ اس جدول کی تیاری کے لیے اردو لغت (تاریخی اصول پر) کی تمام جلدوں کے علاوہ ان لغات سے مدد لی گئی ہے:
الف۔ سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ،جلد اول و دوم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)
ب۔ سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ،جلد سوم و چہارم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)
ج۔ نور الحسن نیرّ،نور اللغات،جلد اول و دوم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)
د۔ نور الحسن نیرّ،نور اللغات،جلد سوم و چہارم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)
ہ۔ خواجہ عبدالمجید، جامع اللغات،جلد اول (لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۱۹۸۹ء)

و۔ خواجہ عبدالمجید، جامع اللغات، جلد دوم (لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۱۹۸۹ء)

تاہم یہاں تکرار سے بچنے کے لیے، مقالے میں درج دیگر لغات سے اخذ کردہ معلومات کے ساتھ صرف صفحہ نمبر اور لغت کا نام دیا گیا ہے جب کہ اردو لغت (تاریخی اصول پر) سے حاصل کردہ تفصیلات کے حوالوں کا اندراج 'حواشی اور حوالہ جات' کے تحت کیا گیا ہے۔

۹۵۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اول، ص ۱۰۴۲۔
۹۶۔ ایضاً، جلد دوم، ص ۴۱۔
۹۷۔ ایضاً، ص ۱۴۸۱۔
۹۸۔ ایضاً، جلد سوم، ص ۱۷۹۔
۹۹۔ ایضاً، ص ۹۱۳۔
۱۰۰۔ ایضاً، ص ۹۱۴۔
۱۰۱۔ ایضاً، جلد چہارم، ص ۴۰۔
۱۰۲۔ ایضاً، ص ۵۰۶۔
۱۰۳۔ ایضاً، جلد پنجم، ص ۱۸۴۰۔
۱۰۴۔ ایضاً، جلد ششم، ص ۳۵۹۔
۱۰۵۔ ایضاً، ص ۳۶۸۔
۱۰۶۔ ایضاً، ص ۸۷۶۔
۱۰۷۔ ایضاً، جلد ہفتم، ص ۵۴۸۔
۱۰۸۔ ایضاً، ص ۴۲۹۔
۱۰۹۔ ایضاً، جلد ہشتم، ص ۹۵۶۔
۱۱۰۔ ایضاً، جلد نہم، ص ۷۶۔
۱۱۱۔ ایضاً، ص ۵۱۲۔
۱۱۲۔ ایضاً، جلد دہم، ص ۲۶۳۔
۱۱۳۔ ایضاً، جلد یاز دہم، ص ۳۵۷۔
۱۱۴۔ ایضاً، ص ۸۶۵۔
۱۱۵۔ ایضاً، ص ۸۶۵۔
۱۱۶۔ ایضاً، جلد دواز دہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۱ء)، ص ۶۸۵۔
۱۱۷۔ ایضاً، ص ۹۰۲۔
۱۱۸۔ ایضاً، ص ۸۴۱۔
۱۱۹۔ ایضاً، جلد سیز دہم، ص ۷۰۔
۱۲۰۔ ایضاً، جلد چہار دہم، ص ۵۶۵۔
۱۲۱۔ ایضاً، ص ۸۷۳۔
۱۲۲۔ ایضاً، ص ۷۴۳۔

۱۲۳۔ ایضاً،جلد پانز دہم،ص۱۱۸۔
۱۲۴۔ ایضاً،ص۵۵۱۔
۱۲۵۔ ایضاً،جلد شانز دہم،ص۱۰۱۔
۱۲۶۔ ایضاً،ص۸۵۰۔
۱۲۷۔ ایضاً،جلد ہفت دہم،ص۸۰۱۔
۱۲۸۔ ایضاً،ص۳۸۹۔
۱۲۹۔ ایضاً،جلد ہژ دہم،ص۱۰۷۔
۱۳۰۔ ایضاً،جلد نوز دہم،ص۹۲۵۔
۱۳۱۔ ایضاً،ص۶۱۸۔
۱۳۲۔ ایضاً،جلد بیستم،ص۷۶۳۔
۱۳۳۔ ایضاً،ص۶۹۵۔
۱۳۴۔ ایضاً،جلد بیست و یکم،ص۷۵۴۔
۱۳۵۔ ایضاً،ص۲۳۷۔
۱۳۶۔ ایضاً،جلد بیست و دوم،ص۶۹۶۔
۱۳۷۔ ایضاً،ص۲۳۷۔
۱۳۸۔ ایضاً،جلد اول،ص۸۰۔
۱۳۹۔ ایضاً،جلد دوم،ص۱۱۲۰۔۱۱۲۱۔
۱۴۰۔ ایضاً،جلد چہارم،ص۹۱۷۔

مآخذ

۱۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)،جلد اوّل،کراچی: ترقیٔ اردو بورڈ،۱۹۷۷ء۔
۲۔ ______،جلد دوم،کراچی: ترقیٔ اردو بورڈ،۱۹۷۹ء۔
۳۔ ______،جلد سوم،کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۸۱ء۔
۴۔ ______،جلد چہارم،کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۸۲ء۔
۵۔ ______،جلد پنجم،کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۸۳ء۔
۶۔ ______،جلد ششم،کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۸۴ء۔
۷۔ ______،جلد ہفتم،کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۸۶ء۔
۸۔ ______،جلد ہشتم،کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۸۷ء۔
۹۔ ______،جلد نہم،کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۸۸ء۔
۱۰۔ ______،جلد دہم،کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۸۹ء۔

۱۱۔ ــــــــ، جلد یازدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۰ء۔
۱۲۔ ــــــــ، جلد دوازدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۱ء۔
۱۳۔ ــــــــ، جلد سیزدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۱ء۔
۱۴۔ ــــــــ، جلد چہاردہم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۲ء۔
۱۵۔ ــــــــ، جلد پانزدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۳ء۔
۱۶۔ ــــــــ، جلد شانزدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۴ء۔
۱۷۔ ــــــــ، جلد ہفت دہم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۰ء۔
۱۸۔ ــــــــ، جلد ہژدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۲ء۔
۱۹۔ ــــــــ، جلد نوزدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۳ء۔
۲۰۔ ــــــــ، جلد بیستم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۵ء۔
۲۱۔ ــــــــ، جلد بیست و یکم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۷ء۔
۲۲۔ ــــــــ، جلد بیست و دوم، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۱۰ء۔
۲۳۔ حسن، محمد، ہندوستانی محاورے، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۷ء۔
۲۴۔ دہلوی، سید احمد، فرہنگِ آصفیہ، جلد اول و دوم، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء۔
۲۵۔ ــــــــ، فرہنگِ آصفیہ، جلد سوم و چہارم، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء۔
۲۶۔ عبدالمجید، خواجہ، جامع اللغات، جلد اول، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۱۹۸۹ء۔
۲۷۔ ــــــــ، جامع اللغات، جلد دوم، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۱۹۸۹ء۔
۲۸۔ نیر، نورالحسن، نوراللغات، جلد اول و دوم، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء۔
۲۹۔ ــــــــ، نوراللغات، جلد سوم و چہارم، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء۔